قسط نمبر ۸

ارض بلتستان

محمد اسماعیل فصلی

جانشینی کے اصول وقواعد:

بڑے لاما یعنی ''دلائی لاما'' اور ''تشی لاما'' دونوں کی سربراہی میں چار پانچ سو اعلی درجہ کے لاماؤں کو جمع کیا جاتا ہے وہ چند روز تک (بزعم خود) کتب مقدسہ پڑھتے اور ریاضت کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان لڑکوں اور لڑکیوں کے نام جنھیں ان کی رائے کے مطابق متوفی لامہ کی روح نے جنم دیا ہے، کاغذ پر لکھ کر آٹے میں ڈال کر گولیاں بناتے ہیں۔ یہ گولیاں سونے کی ایک طشتری میں رکھی جاتی ہیں، دلائی لاما ایک گولی اس میں سے نکال کر کھولتا ہے، جو نام نکل آئے اسے جانشین [illegible] جاتا ہے۔

گونپہ کے عہدیداران دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں، ایک حصہ مذہبی اور دوسرا انتظامی ہوتا ہے۔

مذہبی عہدے دارن:

(۱) لوبن: یہ گونپہ کے مذہبی امور کا ذمہ دار ہوتا ہے، جو لامہ سے اونچے اور کوشوک سے کم درجے کا ہوتا ہے۔

(۲) اوزات: امور عبادات میں امام کا درجہ رکھتا ہے۔

(۳) اوچھونگ: اوزات کا نائب۔

(۴) چھمس پون: مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لئے بہروپ وغیرہ کا نگران اور ناظم۔

(۵) چھوس ٹھیمس پا: گونپہ کا کوتوال یا رکھوالا۔ یہ عہدہ صرف مردوں کے پاس ہوتا ہے۔ یہ لاماؤں کے چال چلن کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ عہدہ ہر سال بدلتا رہتا ہے۔

(۶) چھوت شومپا: آٹا یا ستو سے مورتیاں تیار کر کے مذہبی رسومات پر پیش کرنے والا۔ یہ اشیاء مذہبی رسومات یا عبادت کے وقت استعمال ہوتی ہیں۔

(۷) چھوت پون: آٹے اور ستو سے مورتیاں بنانے والا۔

(۸) ڈونیر: گونپہ کے مذہبی رسوم میں استعمال ہونے والے سامان کا خزانچی۔

(۹) کونیر: گونپہ میں روشنی کا انتظام کرنے والا۔ گونپہ کی چوکیداری بھی اسی کے ذمہ ہوتا ہے۔

انتظامی عہدیداران:

(۱) چھغزوت: تمام انتظامی معاملات میں کوشوک کا نائب۔ محاصل، حساب کتاب، اور لین دین کا ذمہ دار۔

(۲) تیر چھن: چھغزوت کا نائب۔ کاشت، کھیتی باڑی اور وصولی لگان وغیرہ کا نگران۔

(۳) نیر چھونگ: تیر چھن کا نائب۔

(۴) نیرپا: چھغزوت کا قاصد، جو محدود پیمانے پر گونپہ کی جائیداد کا انتظام کرتا ہے۔

تبتی جنتری

تبت اور قرب و جوار میں مہینے اور سال کا شمار قمری حساب پر مبنی تھا۔ اس جنتری کے مطابق (۲۹) یا (۳۰) دن کے بارہ مہینے شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کا امتیاز نام کے بجائے شمار (نمبر) سے کیا جاتا ہے۔ (۳۶) مہینوں میں سے (۳۰) مہینے (۲۹) دن کے اور (۶) مہینے (۳۰) دن کے شمار کیے جاتے ہیں۔ جب (۳۰) دن کا اختلاف بمقابلہ حساب شمسی کے ہوتا ہے، تو لوند (لیپ) کا ایک مہینہ بڑھایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ جنتری ہر (۳۰) سال میں شمسی حساب کے برابر ہو جاتا ہے۔

لداخی زبان میں یکشنبہ: زانما، دوشنبہ: زادادا، سہ شنبہ: میکمر، چہارشنبہ: لھگپا، پنجشنبہ: پھردا، جمعہ: یاسنگس اور شنبہ: اسپھن پا کہلاتا ہے۔

لوسکور میں سالوں کے نام اس طرح ہیں: (۱) چوہا، (۲) بیل، (۳) چیتا، (۴) خرگوش، (۵) اژدہا (۶) سانپ، (۷) گھوڑا، (۸) بھیڑ، (۹) لنگور، (۱۰) چڑیا، (۱۱) کتا، (۱۲) سور۔

کھمسکور (۱۰) سالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں: (۱) لکڑی، (۲) آگ، (۳) زمین، (۴) لوہا اور (۵) پانی کو دو دو مرتبہ شمار کیا جاتا ہے جو ہر دو سال بعد بدلتے ہیں۔ جب ان پانچوں علامتوں کو لوسکور کے (۱۲) سالوں پر ضرب لگایا جاتا ہے، تو (۵×۱۲=۶۰) سال کا ایک رب جونگ یعنی "قرن" ہوتا ہے۔ رب جونگ چوتھے مہینے "آگ خرگوش" سے شروع ہوتا ہے، اور واپس آ کر تیسرے مہینے "آگ چیتا" پر ختم ہو جاتا ہے۔ رب جونگ کا آغاز (۱۰۲۷) عیسوی مطابق (۱۰۸۴) بکرمی سے ہوا ہے اور (۱۹۸۷ء) سے سترھواں رب جونگ شروع ہو چکا ہے۔

تبتی کیلنڈر میں سال کے شمار کے دو طریقے ہیں:

(۱): لوسکور جو (۱۲) سالوں پر محیط ہوتا ہے۔ بلتستان میں کچھ ناموں کے فرق کے ساتھ رائج ہے۔

(۲): کھمسکور جودس (۱۰) سالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پانچ علامتیں (کھمس) ہر دو سال بعد بدلتے ہیں۔

رب جونگ ۶۰ سالوں پر محیط ہوتا ہے، جس میں پانچ دور لوسکور کے اور چھ دور کھمسکور کے آتے ہیں۔

اندازہ ہے کہ تبت میں پہلے ''لوسکور'' رائج تھا۔لیکن جب جنتری مرتب ہوئی، تو رب جونگ کا استعمال شروع ہوا۔لیکن اس کا استعمال محدود رہا۔عام استعمال اب بھی لوسکور کا ہے۔اگر آج بھی کسی عمر رسیدہ شخص سے اسکی عمر پوچھی جائے تو وہ لوسکور میں ہی بتائے گا۔

بلتستان کی لوک کہانیوں، لوک گیتوں اور سینہ بسینہ چلے آنے والی روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں لوسکور ہی کے ذریعے حساب ہوتا تھا۔

تبت میں بدھ مت:

بدھ مت کو اس کے بانیوں مہاتما بدھ، راجہ کنشک اور اشوک نے شانتی (امن) کے لئے بنایا تھا، مگر اسے تبت میں بزور بازو اور کشت وخون سے پھیلایا گیا۔لوگ بون عقائد کے پیرو تھے، ماورائی اور تخیلاتی مخلوقات کے شیدائی تھے، مجبوراً بدھ مت کے پیروکار بن گئے۔ تبت، جہاں بون چھوس نے جنم لیا تھا، بدھ مت نے یہاں بظاہر بون مت کو ختم کر دیا، مگر لوگوں کے دلوں سے بون چھوس کے عقائد کو محو کرنے میں تقریباناکام رہا۔

تبت خورد وکلاں میں جب لاما ازم عروج کو پہنچا تو لاماؤں اور راجگان کے حرص وطمع نے عوام الناس کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی۔حکمرانوں کا ظلم وستم انتہا کو پہنچ گیا، دولت جمع کرنے کی ہوس اور سفلی خواہشات کے زیر عتاب کوئی بھی ذی روح محفوظ نہ رہا۔تبت کے رگیالپو (بادشاہ) کی طرف سے علاقائی راجاؤں کو حکم ملتا کہ اتنی اتنی مقدار میں فلاں فلاں اشیاء فوراً پہنچائی جائیں۔تعمیل ارشاد میں راجگان تبت حصول مال و زر کے لئے عوام پر عذاب کا کوڑا برساتے تھے۔

ان مظالم کے اوپر نمک پاشی کا سہرا لاماؤں کے سر ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں موجود لامائیں مختلف ثقافتی تہواروں اور مذہبی رسومات کے بہانے عوام کو لوٹنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، بلکہ دیگر اقوام کی دیکھادیکھی یا ذاتی قیاس آرائیوں کی بنیاد پر نت نئی بدعات ورسومات ایجاد کیے جاتے، جن پر کسی کو لب کشائی کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

گونپوں میں راہباؤں کی طرز پر جولامائیں ہوتی تھیں، ان کا انتخاب بھی زہد وریاضت کے بجائے حسن وجمال کے معیار پر ہونے لگا۔یہاں لاما کی ذمہ داری اہل گونپہ کے عزت وناموس کی حفاظت ہوا کرتی تھی، رفتہ رفتہ انہوں نے مختلف حیلوں اور شعبدہ بازیوں کے ذریعے عزتوں کو لوٹنے اور عصمتوں کو تار تار کرنے کا قبیح فعل اپنانا شروع کیا۔

حکمران ٹولے کے مظالم اور مذہبی قیادت کی عیاشیوں اور غریب عوام کی زبوں حالی نے رگیالپو حکومت کی گرفت روز بروز ڈھیلی کرنے کا کام سرانجام دیا۔ حکومت کا اثر ورسوخ کمزور پڑتا دیکھ کر مختلف علاقوں کے راجے خودسر ہوتے گئے۔ الغرض ایسا وقت بھی آیا کہ رگیالپو کی حکومت برائے نام رہ گئی۔

شمشیر وسناں اول طاؤس ورباب آخر

ان حالات میں راجگان تبت اپنی اپنی ذیلی ریاست کو "سلطنت" کا درجہ دینے' اسے وسعت دینے اور اس کی طاقت میں اضافہ کرنے کے درپے ہوگئے۔ ذاتی مفادات کی خاطر مختلف راجاؤں کا ایک دوسرے پر حملہ معمول بنتا گیا۔ اس طرح تبت ایک بار پھر خونی وادیوں میں غوطہ زن ہوگیا، انسانی خون اور مال نہایت ارزاں ہوگئے۔ طوائف الملوکی نے عظیم سلطنت تبت کو لہاسہ، مریول اور بلتی یول کے ناموں سے الگ الگ ریاستیں بنادیں۔

حکومت تبت کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کشمیر کے ڈوگرہ حکمرانوں نے تبت میں دراندازیاں شروع کردیں اور ایک ایک کرکے طوفانی انداز میں تبت کے مختلف علاقوں کو اپنے پنجہ استبداد میں جکڑنا شروع کردیا، ہندوؤں اور سکھوں پر مشتمل ڈوگرے اپنے خونیں پنجے گاڑتے ہوئے بلتی یول سے مریول اور وہاں سے لہاسہ تک پھیل گئے۔

بون مت، بدھ مت، ہندومت اور سکھ مت وغیرہ تمام ادیان باطلہ میں کسی نہ کسی طریقے پر حکمران اور مذہبی قیادت کا ٹولہ طبقہ اشرافیہ بن کر عام انسانیت کو پیستے، انہیں عوام سے کالانعام' بلکہ احقر الانعام بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ یہاں بھی انسانیت ان ادیان باطلہ کے ہاتھوں چیخ رہی تھی، اوہام پرستی میں مبتلا لوگ ہر دم "لھا" کی ناراضگی کے تصور سے لرزاں وترساں رہتے، ہر طرف ظلم وجہالت اور توہمات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے پھیلے ہوئے تھے۔

اگرچہ تبت کے علاقے لھاسہ اور لداخ (مریول) میں اب بھی بدھ مت قائم ہے، لیکن تبت خورد (لینگ یول) یعنی موجودہ بلتستان' نور اسلام کی ضیاپاشیوں سے منور ہوکر آج سو فیصد مسلمان آبادی پر مشتمل ہے۔ اس کے باوجود ان علاقوں میں بھی توہماتی عقائد اور ماورائی مخلوقات کے تخیلات پائے جاتے ہیں۔ حتی کہ یہاں اسلام کے نام لیوا کبھی کبھی ان مخلوقات سے حصول منفعت کی امید رکھتے ہیں، جبکہ ان کی طرف سے ضرر رسانی کا خوف بہت سے لوگوں کو لرزہ براندام رکھتا ہے۔ یعنی مسلمان ہونے کے باوجود ان توہماتی مخلوق سے خوف کھانے کا رجحان عام ہے۔ جبکہ ان سے کسی فائدے کے حصول کی امید بہت کم ہے۔